اہلسنت کا بے باک ترجمان

دینی، ادبی، علمی، تحقیقی مجلہ

ماہنامہ

فیضِ عالم

بہاولپور، پاکستان





فیضانِ نظر

محمد فیض احمد اویسی

رضوی

مدیر اعلیٰ صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی رضوی

مدیر محمد فیاض احمد اویسی

مقامِ اشاعت

جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ، بہاولپور، پاکستان

آپ کی خصوصی توجہ اور آپ سہولت کے لئے

☆ ماہنامہ فیض عالم میں حضرت فیض ملت حضور مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی، تحقیقی مذہبی مسودہ جات قسط وار شائع ہو رہے ہیں آپ رسالہ کا مکمل مطالعہ ضرور فرمائیں۔

☆ علمی یا طباعتی اغلاط سے ادارہ کو ضرور آگاہ کریں۔

☆ سال کے بارہ شمارے مکمل ہونے پر جلد بندی ضرور کرالیں اس طرح آپ کے پاس علمی مواد محفوظ ہو کر آپ کی لائبریری کی زینت رہے گا اور ردی ہونے سے بچ جائیگا۔

☆ ہر ماہ ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ طلب کریں (لیکن ڈاک چوروں اور ڈاک خوروں کے محاسبہ کے بعد)

☆ آپ کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملے تو پہلی فرصت میں چندہ ارسال کریں وی پی طلب کرنے کی صورت میں آپکو اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی اس لیے چندہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ایم سی بی عیدگاہ برانچ بہاولپور کھاتہ نمبر6-464 رسال کریں۔

☆ جس پتہ پر آپ کے نام رسالہ آرہا ہے اگر اس میں کوئی تبدیلی مقصود ہو تو جلد آگاہ فرمائیں۔

☆ دینی، دنیاوی، اصلاحی، عقائد، شرعی، روحانی، سائنسی و دیگر اہم معلومات کے لئے حضور مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کے رسائل کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی دعوت دیں خصوصاً اپنے بچوں کو مطالعہ کا عادی بنائیں مزید معلومات کے لیے ہماری ویب سائٹ بھی آپ اپنی اسکرین پر ملاحظہ کریں

(www.faizahmedowaisi.com)

☆ خط لکھتے وقت بامقصد بات لکھیں طوالت سے ہر صورت اجتناب کریں ورنہ جواب دینے میں خاصی دشواری ہوتی ہے جوابی امور کے لیے لفافہ ارسال کرنا نہ بھولیں شرعی، فقہی، سوالات براہ راست دارالافتاء جامعہ اویسیہ کے نام بھیجا کریں۔ (مدیر)

جرأت و بہادری غازی ملک ممتاز حسین قادری کی سزائے موت کا فیصلہ حکومتِ وقت کی ناکامی و نامرادی کی علامت ہے۔ جب ریمنڈ ڈیوس جیسا جاسوس رہا ہوسکتا ہے تو ایک عاشقِ رسول کیوں نہیں؟؟؟؟؟

جُمادَیُ الاخریٰ

صحیح تلفظ اس مہینہ کا جُمادَیٰ الآخر یا جُمادَیٰ الاخریٰ ہے جمادی الثانی نہیں، جیسا کہ عوام میں مشہور ہے۔ ماہرینِ قمریات نے لکھا ہے کہ ثانی وہ ہوتا ہے جس کا ثالث ہو جب ثالث نہیں تو ثانی فحش غلطیوں میں شمار ہو گا۔ ''جُمادیٰ'' جُماد سے ہے جس کے معنی ٹھہرے ہوئے اور جمے ہوئے برف کے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان دونوں کا نام رکھتے وقت ایسا موسم تھا جس میں پانی جم جاتا تھا۔ اسی لیے پہلے کا نام ''جمادی الاولیٰ'' ٹھہرا، دوسرے کا جمادی الاخریٰ یا الآخرہ۔ فضائل الشہود و دیگر کتب میں مذکور ہے کہ اس مہینہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بارہ رکعتیں نفل ادا کیا کرتے تھے اور بہت سے صحابۂ کرام آخری عشرہ میں استقبالِ رجب المرجب کے لئے روزہ رکھا کرتے تھے۔ بزرگانِ دین سے منقول ہے کہ اس مہینہ میں جو شخص چار رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۂ اخلاص تیرہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے بے شمار گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں بہت سی نیکیاں داخل فرماتا ہے۔

اس ماہ میں وصال کرنے والی اہم شخصیات میں سے چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

خلیفہ بلا فصل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۲۲ جمادی الآخر

حضرت سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق جمادی الآخر ۷۳ھ

حضرت امام تقی محمد جواد رضی اللہ عنہ ۲۶ جمادی الآخر ۲۲۰ھ

حضرت سیدنا امام علی ہادی رضی اللہ عنہ جمادی الآخر ۲۵۴ھ

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ جمادی الآخر ۵۰۵ھ

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی یکم جمادی الآخر ۶۵۵ھ

حضرت مولانا شاہ نیاز احمد چشتی نظامی ۶ جمادی الآخر ۱۲۵۰ھ

حضرت خواجہ شاہ فخر الدین دہلوی نظامی جمادی الآخر ۱۱۱۹ھ

حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی ۹ جمادی الآخر

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ

حضرت سعد الدین کاشغری ۱۷ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ

حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی ۲۷ جمادی الآخر

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ جمادی الآخر

حضرت امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ جمادی الآخر ۱۸۹ھ

امام جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ۵ جمادی الآخر ۶۷۲ھ

حضرت سخی سلطان باہو قادری (شورکوٹ) یکم جمادی الآخر ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء

حضرت سید غلام محی الدین بابو جی (گولڑہ شریف) ۲ جمادی الآخر

حضرت مولانا کفایت علی (رہنما تحریک آزادی) ۴ جمادی الآخر

ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ، ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء

حضرت قاری محمد مصلح الدین قادری کراچی ۷ جمادی الآخر ۱۴۰۳ھ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ۱۲ جمادی الآخر

حضرت مولانا عبد المصطفیٰ الازہری بن حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت ۱۸ جمادی الآخر

بیہقی وقت مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ یکم جمادی الآخر 1427ھ

دعا میں اثر؟

اللہ والے کہتے ہیں کہ دعا الفاظ کا نہیں کیفیات کا نام ہے۔ مظلوم کے پاس کون سا اسم اعظم یا کون سا وظیفہ ہوتا ہے جو غیب سے فوراً فیصلے کروالیتا ہے۔ درحقیقت مظلوم کی آہ، اسکی آہ و زاری اور بے بس ہو کے صرف اللہ کی طرف متوجہ ہونا، یہی غیب سے فیصلہ کروالیتا ہے۔ اس لیے دعا مانگتے وقت الفاظ سے زیادہ کیفیت پر دھیان دو کیونکہ تم جس رب کو پکار رہے ہو وہ تو بے زبانوں کی بھی سن لیتا ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل ہے

☆ حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے نہایت ہی مخلص مرید محترم محمد حبیب الرحمٰن اویسی کا انتقال ہوا۔ (اسٹامپ فروش یزمان بہاولپور)

☆ قاضی لئیق احمد کے بیٹے قاضی محمد شاہد (بہاولپور) گذشتہ دنوں اللہ کو پیارے ہوئے۔ گذشتہ دنوں اللہ کو پیارے ہوئے۔

قارئین کرام سے دعا مغفرت کی اپیل ہے

شانِ صدیقِ اکبر ثانی اثنین رضی اللہ عنہ

قرآن پاک میں پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت 40 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا‌ ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَـتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى‌ ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا‌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ۝

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

تفسیر ﴿صاحب تفسیر مظہری حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یعنی اگر تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ انکی تائید کرے گا جیسا کہ اس نے اس وقت فرمائی تھی جب کفار نے آپ کو مکہ سے نکالا تھا درآں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو میں سے دوسرے تھے۔ '' ثَانِیَ اثۡنَيۡنِ '' نصرہ کی ضمیر منصوب سے حال (واقع) ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یعنی اللہ پاک نے مدد فرمائی درآں حالیکہ آپ کے ساتھ صرف ایک شخص تھا اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور وہی دوسرے تھے۔

(تفسیر مظہری اردو، پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، جلد چہارم، صفحہ ۲۳۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

صاحب تفسیر نعیمی حضرت حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ '' ثَانِیَ اثۡنَيۡنِ '' یہ فرمان عالی ''اخرجہ'' کی ضمیر سے حال ہے ثانی کے معنی ہیں دوسرا یعنی دو میں سے ایک نہ کہ دوسرے درجے والا اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور '' اثنین '' سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر دونوں ہیں یعنی حضور اس حال میں وہاں سے روانہ ہوئے تھے کہ جب آپ صرف دو ہی تھے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر

پھر نکتہ کے تحت رقمطراز ہیں

اہم نکتہ ﴿جب عدد کے اسم فاعل کی نسبت اپنے برابر والے عدد کی طرف ہو تو وہاں درجہ مراد نہیں ہوتا بلکہ اُن میں کا ایک

’’ثالث ثلثہ، رابع، اربعہ یا ثانی اثنین‘‘ اور اگر اپنے سے اونچے والے عدد کی طرف نسبت ہو تو مراد درجہ ہوتا ہے جیسے رابع خمسہ یعنی پانچ میں سے چوتھے درجے والا۔ لہذا ثانی اثنین میں اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو میں سے دوسرے ہوئے تو صدیق اکبر ﷜ بھی دو میں سے دوسرے ہوئے۔ (تفسیر نعیمی، پارہ ۱۰، جلد ۱۰، صفحہ ۲۹۵، مکتبہ اسلامیہ 38 اردو بازار لاہور)

تفسیر درمنثور میں ہے کہ

وأخرج ابن عدی وابن عساكر من طريق الزهری عن أنس رضی الله عنه "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحسان رضی الله عنه :هل قلت فی أبی بكر شيئاً؟ قال نعم، قال :قل وأنا أسمع . فقال

وثاني اثنين في الغار المنيف وقد ... طاف العدوّ به إذ صاعد الجبلا

وكان حب رسول الله قد علموا ... من البرية لم يعدل به رجلا

فضحک رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه، ثم قال صدقت يا حسان، هو كما قلت

(الدر المنثور فی التفسير بالمأثور، سورة التوبة، آيت ۴۰، الجزء السابع، الصفحة ۳۷۱، مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والاسلامية القاهرة)

ابن عدی اور ابن عساکر نے امام زہری کے طریق سے انس ﷜ سے روایت کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان ﷜ سے فرمایا کہ کیا تم نے ابوبکر کی شان میں بھی کچھ کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو ہم سنیں گے۔ تو انہوں نے عرض کی

ثانی اثنین بلند غار میں تھے اور وہ پہاڑ میں اس حال میں چڑھے کہ دشمن ان کے اردگرد گھوم رہا تھا اور دنیا جانتی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی درایں حالیکہ کوئی بھی انکا ہمسر نہیں۔

پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے پھر فرمایا کہ تم نے سچ کہا اے حسان وہ (صدیق) ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم نے کہا۔

صاحب تفسیر کبیر امام رازی علیہ رحمہ رقمطراز ہیں کہ

أنه تعالى سماه (ثَانِيَ اثْنَيْنِ)فجعل ثانی محمد عليه السلام حال كونهما فی الغار، والعلماء أثبتوا أنه رضی الله عنه كان ثانی محمد فی أكثر المناصب الدينية، فإنه صلى الله عليه وسلم لما أرسل

إلى الخلق وعرض الإسلام على أبي بكر آمن أبو بكر، ثم ذهب وعرض الإسلام على طلحة والزبير وعثمان بن عفان وجماعة آخرين من أجلة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، والكل آمنوا على يديه، ثم إنه جاء بهم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد أيام قلائل، فكان هو رضي الله عنه (ثَانِيَ اثْنَيْنِ)في الدعوة إلى الله وأيضاً كلما وقف رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة، كان أبو بكر رضي الله عنه يقف في خدمته ولا يفارقه، فكان ثاني اثنين في مجلسه، ولما مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم قام مقامه في إمامة الناس في الصلاة فكان ثاني اثنين، ولما توفي دفن بجنبه، فكان ثاني اثنين هناك أيضاً

(تفسير الفخر الرازی،سورة التوبة، آيت ۴۰،الجزء السادس عشر،الصفحة۲۶، دارالفكر بيروت)

اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ثانی کا اسم عطا فرمایا اور آپ کو ثانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا اس حال میں کہ آپ غار میں انکے ساتھ تھے اور علماء نے اس آیت سے ثابت کیا ہے کہ صدیق اکبر اکثر دینی مناصب میں ثانی رسول تھے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بلا تردد اسلام قبول کرلیا اور یوں پھر صدیق اکبر نے طلحہ، زبیر وعثمان بن عفان اور اجلہ صحابہ کی ایک عظیم جماعت کو اسلام کی دعوت دی اور ان سب نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اس طرح صدیق اکبر دعوت دینے میں حضور کے ثانی ہوئے اسی طرح تمام غزوات میں شریک ہوئے اور ہمیشہ ساتھ رہے کبھی جدا نہ ہوئے سو اس طرح سے بھی حضور کے ثانی اور اسی طرح جب حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو امامت کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو چُنا تو مصلی رسول پر بھی آپ ہی ثانی قرار پائے اور جب وفات پائی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو انکا مدفن بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بنا تو اس اعتبار سے بھی ''ثَانِيَ اثْنَيْنِ'' اسی طرح اور کئی مقامات پر بھی۔

اس آیت میں پاک میں ہجرت کا واقعہ ذکر کر کے بتلایا گیا کہ اگر تم اس کے ہمراہ جہاد پر نہ گئے تو جس پروردگار نے اس نازک وقت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت فرمائی تھی وہ اب بھی اسکا ناصر و معین ہے۔ ہجرت کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ کفار کی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس میں یہ طے کرلیا کہ آج رات تمام قبیلوں کا ایک ایک فرد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کرلے اور جب آپ باہر تشریف لائیں تو تمام یکبارگی سے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا جائے اسی رات کو اللہ پاک نے حکم دیا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم صدیق کو ساتھ لو اور آج مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرو

"وامرک ان تستصحب ابا بکر" (شیعہ تفسیر امام حسن عسکری) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ کوئی تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا اور صبح لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں انکو پہنچا دینا اور پھر تم بھی مدینہ کا قصد کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو کفار محاصرہ کیے ہوئے تھے آپ نے سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات "وجعلنا من بین ایدیھم سدا الخ" تک پڑھ کر ان پر دم کیا ان پر غنودگی طاری ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیر و عافیت انکے نرغے سے نکل کر صدیق کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے اور انکو ہمراہ لیکر مکہ سے نکلے اور کوہ ثور میں ایک غار میں آ کر قیام فرمایا اس کا منہ بہت تنگ تھا صرف لیٹ کر ہی انسان اندر داخل ہوسکتا تھا حضرت صدیق پہلے خود اندر گئے غار کو تمام حس و خاشاک سے صاف کیا جتنے سوراخ تھے انکو بند کیا ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں اپنے پاؤں کی ایڑی رکھدی اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم رنجہ فرمائیں آپ تشریف لائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھا اور استراحت فرما ہوگئے۔ صدیق کی بخت کی یاوری کا کیا کہنا بیتاب نگاہیں اور بے قرار دل اپنے محبوب کے روئے زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے نہ دل سیر ہوتا ہے نہ آنکھیں۔ وہ حسن سرمدی وہ جمال حقیقی جسکی دل آویزیوں نے چشم فطرت کو تصویر حیرت بنا دیا تھا آج صدیق کے آغوش میں جلوہ فرما ہے۔ اے بخت صدیق کی رفعتوتم پر یہ خاک پریشان قربان اور یہ قلب حزیں نثار! اسی اثناء میں حضرت صدیق کی ایڑی میں سانپ نے ڈس لیا زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جنبش تک ہوئی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اپنے یار غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی پھر جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں اپنا لعاب دہن مبارک لگایا جس سے درد اور تکلیف کافور ہوگئی اہل مکہ تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے تھے ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے غار کے دہانے تک پہنچ گئے جب قدموں کی آہٹ سنائی دی تو حضرت صدیق نے جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کفار کی ایک جماعت غار کے منہ پر کھڑی ہے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں خطرہ میں گھرا دیکھ کر بے چین ہوگئے اور عرض کی یارسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر انہوں نے ہمیں جھک کر دیکھا تو وہ ہمیں پالیں گے حضور رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ابا بکر ماظنک باثنین اللہ ثالثھما اے ابوبکر ان دو کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا اللہ پاک ہو۔ نبی کی قوت یقین ملاحظہ ہو یہ ہے توکل علی اللہ کا وہ مقام کہ جو شان رسالت کے شایان ہے اس وقت اللہ نے اطمینان و تسکین کی ایک مخصوص کیفیت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور آپ کے صدقہ حضرت صدیق پر بھی اس کا ورود ہوا۔ جس سے انکی ہر طرح کی پریشانی دور ہوگئی دن تک وہاں قیام فرما رہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت صدیق کی بڑی صاحبزادی آ کر کھانا پہنچا جاتیں آپ کے صاحبزادے ہر روز کی نئی خبریں دے جاتے ہیں اور آپ کا چرواہا عامر بن فہیرہ رات کو بکریوں کا ریوڑ لے آتا اور تازہ

دودھ پیش کرتا حضرت صدیق کے کنبے کا ایک ایک فرد بلکہ غلام تک اتنے مخلص اور قابل اعتماد تھے کہ کسی نے راز کو افشاء نہ کیا یہاں تک کہ گراں قدر انعام کا لالچ انکے غلام کو بھی نہ للچا سکا کفار مکہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی جو سازش کی تھی اس طرح ناکام ہوئی اور اللہ کی بات جو ہمیشہ بلند رہتی ہے اس موقع پر بھی بلند ہوئی۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

ان تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید میں ثانی اثنین فرمایا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام میں کسی دوسرے کو ثانی رسول نہیں بتایا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی سب سے پہلے حج اسلام کا سردار امیر الحج بنایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو سب سے آخری غزوہ تبوک میں سب سے بڑی فوج کا سپہ سالار بنایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی موجودگی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور صحابہ میں صرف وہی ہیں جو خلیفہ رسول اللہ کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ دیگر خلفائے راشدین امیر المؤمنین کے لقب سے مخاطب کیے جاتے تھے۔ ان سب واقعات کی وجہ یہی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق تھے اور صدیق ہی نبی اللہ سے قریب تر ہوتا ہے۔

﴿ کیا مقدر ہے صدیق وفاروق کا (رضی اللہ عنہما) جن کا گھر رحمتوں کے خزینے ہیں ﴾

آج تو مواجہہ شریف کی جانب بنی سنہری جالیوں میں تین سوراخ یا گول دائرے اس طرح بنے ہیں کہ بڑا گول دائرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار مبارک کی نشان دہی کرتا ہے جب کہ دو چھوٹے دائرے بالترتیب سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبور مبارک کی کیفیت کو ظاہر کرتے ہیں اور لوگ ان دائروں کے مقابل آکر قبور مبارکہ کا تعین باآسانی کر لیتے ہیں کہ ان تینوں مبارک ہستیوں کے مزارات مقدسہ کہاں ہیں، لیکن جب سنہری جالیاں موجود نہیں تھیں تو اس وقت لوگ ان تینوں قبور مبارکہ کا تعین کیسے کر لیتے تھے؟ اس وقت زمین پر تین دائرے بالکل اسی طرح بنا دیئے گئے تھے جیسے کہ آج ہم سنہری جالیوں میں دیکھتے ہیں زمین پر بھی ایک دائرہ بڑا اور دو چھوٹے دائرے تھے گو کہ اب لوگ ان دائروں کو نہ تو دیکھ پاتے ہیں اور نہ اس سے فیضیاب ہوتے ہیں لیکن آج بھی یہ دائرے زمین پر موجود ہیں لیکن زائرین کی نظروں سے اوجھل ہیں۔

۱۷ھ سے قبل مسجد نبوی کی شمال مغربی حد بھی یہیں تک تھی۔ موجودہ چبوترہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے تقریباً ساڑھے پانچ صدیوں بعد، بالفاظ دیگر آج سے تقریباً ساڑھے آٹھ سو سال قبل، مصر اور شام کے حکمراں سلطان نورالدین زنگی نے ۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء میں اس سنگین واقعے کے بعد بنوایا، جس کا ذکر حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان محدث

بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی کتاب ''محبوب مدینہ'' میں فرمایا ہے۔ یہ چبوترہ مسجد نبوی کے خادموں اور محافظوں کے بیٹھنے کے لیے بنوایا گیا تھا اور اب یہاں زائرین کی نشست ہوتی ہے۔

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے رسائلِ طب جلد دوم کمپوز ہو چکے ہیں بہت جلد شائع ہو نگے (۱) نبوی شفاء خانہ (۲) مفید الاجسام (یعنی وہ پھل انسانی جسم کے لیے مفید ہیں) (۳) پیاز کے فوائد اور خواص (۴) الکرمہ فی الحجامہ (پچھنے لگوانے کی فضیلت و اہمیت) (۵) نکاح و جماع کے فوائد اور ان کے شرعی آداب (۶) کھجور کی تحقیق و اقسام (۷) طاعون (۸) تمباکو کا استعمال اور اس کے طبی نقصانات (۹) نماز کے نقد فوائد (۱۰) سر درد کیوں ہوتا ہے اور اس کا علاج (۱۱) نیند کرنے اور سونے شرعی آداب اور اس کے فوائد (۱۲) شراب کی حرمت اور اس طبی نقصانات (۱۳) طبی ٹوٹکے (۱۴) خارش اور مرگی کا علاج (۱۵) مشت زنی کے نقصانات (۱۶) طب نبوی۔

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے عرس مبارک کو عقیدت و احترام کے ساتھ منانے کے لیے اویسیہ عرس کمیٹی کا اہم ترین اجلاس مورخہ 5 اپریل 2015ء بروز اتوار بعد ظہر جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں ہو گا ممبرانِ کمیٹی بروقت پہنچ کر اپنی عقیدت کا اظہار کریں۔

03009584391

پیرزادہ سید محمد منصور شاہ اویسی صدر اویسیہ عرس کمیٹی

رابطہ 03339837511

صحابہ کرام اور زیارت روضہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

افاضات: حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ

وہابیہ کی تحریک میں جس مسئلہ پر زیادہ زور شور پبا ہے وہ امت مسلمہ کو روضہ اقدس سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے روکنا۔ سعودی عرب میں مختلف زبانوں میں رسائل اور ضخیم کتابیں شائع کر کے حجاج وزائرین میں مفت تقسیم ہورہی ہیں جس قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کا غلط مفہوم پیش کر کے اہل ایمان کو یہ باور کرایا جارہا ہے کہ مزارت مقدسہ بشمول روضہ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا ناجائز ہے... فقیر نے علماء مقدمین سلف صالحین اور اولیاء کاملین کے روحانی فیضان سے ان اس غلط نظریہ کا رد قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ اس مختصر تحریر میں فقیر نے صحابہ کرام کا عمل پیش کیا ہے کہ بعد از وصال صحابہ کرام ﷺ کا روضہ اقدس کی زیارت کرنا۔

فقیر کا وہابیہ نجدی منکروں سے سوال ہے کہ کیا تم صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے زیادہ دین جانتے ہو؟؟؟؟؟

کیا صحابہ کرام مشرک اور بدعتی تھے؟ (نعوذ باللہ) صحابہ کرام بعد از وصال بھی دیوانہ وار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری دیتے اور اس حاضری میں بھی ان کی کیفیات دیدنی ہوتیں یعنی ادبِ بارگاہِ رسالت کے ساتھ ساتھ محبت اور عشق کی تمام تر بے قراریاں، جذب وشوق اور کیفیتِ فراق اور غمِ ہجر کی لذتیں ان کے ایمان کو جلا بخشتی تھیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کے حوالے سے صحابہ کرام کے ان ہی کیفیاتِ شوق پر مبنی معمولات درج ذیل ہیں۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا معمول

بیت المقدس کے سفر میں حضرت کعب الاحبار کے قبولِ اسلام کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے یوں فرمایا

هل لک أن تسیر معی إلی المدینة فنزور قبر النبی صلی اللّٰه علیه و آله وسلم وتتمتع بزیارته، فقلت نعم یا أمیر المؤمنین.

کیا آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت اور فیوض وبرکات حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں گے؟ تو انہوں نے عرض کیا جی! امیر المؤمنین۔

پھر جب حضرت کعب الاحبار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دی اور سلام عرض کیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدفن مبارک پر کھڑے ہو کر اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

(فتوح الشام، ذکر فتح مدینة بیت المقدس، الجزء الاول، الصفحة ۲۳۵، دار الکتب العلمیة بیروت)

(الجوهر المنظم فی زیارة القبر الشریف النبوی المکرم، الصفحة ۲۶، دار جوامع الکلم القاهرة)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ آپ اکثر روضہ مبارک پر حاضر ہوا کرتی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں

كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم وَ أَبِي، فَأَضَعُ ثَوْبِي فَأَقُوْلُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَ اللهِ مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَ أَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

میں اس مکان میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے والد گرامی مدفون ہیں جب داخل ہوتی تو یہ خیال کر کے اپنی چادر (جسے بطور برقع اوڑھتی) اتار دیتی کہ یہ میرے شوہرِ نامدار اور والدِ گرامی ہیں لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تو اللہ کی قسم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے بغیر کپڑا لپیٹے کبھی داخل نہ ہوئی۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها، الجزء العاشر، الصفحة ۴۵۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب المغازی والسرایا، حدیث ۴۴۰۲، الجزء الثالث، الصفحة ۶۳، دار الکتب العلمیة بیروت)

(امتاع الأسماع، ذکر ماجاء فی قبر النبی ﷺ، الجزء الرابع عشر، الصفحة ۶۰۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روضۂ اقدس پر حاضری کا ہمیشہ معمول تھا۔

روضہ اقدس کے توسل سے قحط سالی ختم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ مدینہ کو قحط سالی کے خاتمے کے لئے قبرِ انور پر حاضر ہو کر توسل کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام دارمی صحیح اِسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

قُحِطَ أهل الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا إِلَى عائشة ، فَقَالَتْ :انْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كِووا إِلَى السَّمَاءِ، حَتَّى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، قَالَ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُنَا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ.

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی دِگرگوں حالت کی) شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک روشندان آسمان کی طرف کھولو تاکہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایسا کرنے کی دیر تھی کہ اتنی زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے خوب سبزہ اُگ آیا اور اُونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ پس اُس سال کا نام ہی عامُ الفتق (سبزہ و کشادگی کا سال) رکھ دیا گیا۔

(سنن الدارمی، باب ماأكرم الله تعالىٰ نبيه صلى الله عليه و آله وسلم بعد موته، حديث ۹۲، الجزء الاول، الصفحة ۵٦، قديمى كتب خانه بالمقابل آرام باغ، كراچی)

(الوفا بأحوال المصطفىٰ الباب التاسع والثلاثون فى الاستسقاء بقبره صلى الله عليه و آله وسلم، حديث ۱۵۳۴، الصفحة ۸۱۷ و ۸۱۸، دار الكتب العلمية بيروت)

ثابت ہوا کہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ مدینہ کو رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک کو وسیلہ بنانے کی ہدایت فرمائی، جس سے اُن پر طاری شدید قحط ختم ہو گیا، اور موسلا دھار بارش نے ہر طرف بہار کا سماں پیدا کر دیا۔ جہاں انسانوں کو غذا ملی وہاں جانوروں کو چارا ملا، اِس بارش نے اہلِ مدینہ کو اتنا پر بہار اور خوشحال بنا دیا کہ انہوں نے اس پورے سال کو عام الفتق (سبزہ اور کشادگی کا سال) کے نام سے یاد کیا۔

سوراخ کا نشان

سلطنت عثمانیہ میں جب گنبد خضری کی تعمیر ہوئی تو قبلہ شریف کی جانب یعنی شمالی (گنبد خضریٰ کے اوپر) ایک سوراخ اس طرح رکھا گیا ہے اب بھی اس کا نشان زائرین کرام کو واضح دیکھائی دیتا ہے۔

اعتراض کا جواب

نجدیہ وہابیہ نے اپنی روش کے مطابق اس روایت پر اعتراضات کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی سند کمزور ہے لہٰذا یہ روایت بطورِ دلیل پیش نہیں کی جا سکتی لیکن علماء متقدمین نے اِسے قبول کیا ہے اور بہت سی ایسی اسناد سے استشہاد کیا ہے جو اس جیسی ہیں یا اس سے کم مضبوط ہیں۔ لہٰذا اس روایت کو بطورِ دلیل لیا جائے گا کیونکہ امام نسائی کا مسلک یہ ہے کہ

جب تک تمام محدثین ایک راوی کی حدیث کے ترک پر متفق نہ ہوں، اس کی حدیث ترک نہ کی جائے۔

(نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، أحكام الجرح والتعديل، الصفحة ۱۳۶، مكتبة البشرى كراتشي)

ایک اور اعتراض

اس روایت پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ موقوف ہے یعنی صرف صحابیہ تک پہنچتی ہے اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں ہے۔ اس لئے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ تک اس کی اسناد صحیح بھی ہوں تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ ذاتی رائے پر مبنی ہے اور بعض اوقات صحابہ کی ذاتی رائے صحیح ہوتی ہے اور بعض اوقات اس میں صحت کا معیار کمزور بھی ہوتا ہے، لہٰذا ہم اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں۔

اس بے بنیاد اعتراض کا سادہ لفظوں میں جواب یہ ہے کہ نہ صرف اس روایت کی اسناد صحیح اور مستند ہیں بلکہ کسی بھی صحابی نے نہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تجویز کردہ عمل پر اعتراض کیا اور نہ ہی ایسا کوئی اعتراض مروی ہے جس طرح حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں اس آدمی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا جو مزار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آکر بارش کے لیے دعا کرتا ہے۔ یہ روایات صحابہ کرام کا اجماع ظاہر کرتی ہیں اور ایسا اجماع بہر حال قابل مقبول ہوتا ہے۔ کوئی شخص اس عمل کو ناجائز یا بدعت نہیں کہہ سکتا کہ جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت نے جائز یا مستحب قرار دیا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کے لزوم کے بارے میں امام شافعی فرماتے ہیں

رأيهم لنا خير من رأينا لأنفسنا

ہمارے لیے ان کی رائے ہمارے بارے میں ہماری اپنی رائے سے بہتر ہے۔

(اعلام الموقعين عن رب العالمين، فصل مناظرة بين مقلد و صاحب حجة، الجزء الثالث، الصفحة ۴۸۲، دار ابن الجوزي المملكة العربية السعودية)

ابنِ تیمیہ نے اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پوری زندگی میں روضۂ اقدس کی چھت میں اس طرح کا کوئی سوراخ موجود نہیں تھا۔ یہ اعتراض کمزور ہے کیونکہ امام دارمی اور ان کے بعد آنے والے أئمہ وعلماء اس طرح کی تفصیل متاخرین سے زیادہ بہتر جانتے تھے۔ مثال کے طور پر مدنی محدّث ومؤرخ امام علی بن احمد سمہودی نے ابنِ تیمیہ کے اعتراض کا ردّ اور امام دارمی کی تصدیق کرتے ہوئے وفاء الوفاء میں لکھا ہے

زین المراغی نے کہا جان لیجئے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں کی آج کے دن تک یہ سنت ہے کہ وہ قحط کے زمانہ میں روضۂ رسول

کے گنبد کی تہہ میں قبلہ رُخ ایک کھڑکی کھولتے اگر چہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی میں کہتا ہوں کہ ہمارے دور میں بھی مقصورہ شریف، جس نے روضہ مبارک کو گھیر رکھا ہے، کا باب المواجہہ یعنی چہرۂ اقدس کی جانب کھلنے والا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور لوگ وہاں (دعا کے لیے) جمع ہوتے ہیں۔

(وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ ،الفصل الحادی والعشرون فی ما روی من الاختلاف فی صفة القبور الشریفة بالحجرة المنیفة،الجزء الثانی، الصفحة ۳۲۰،مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس جا کر آپ کے توسُّل سے دعا کرنے کا معمول عثمانی ترکوں کے زمانے یعنی بیسویں صدی کے اوائل دور تک رائج رہا، وہ یوں کہ کہ جب قحط ہوتا اور بارش نہ ہوتی تو اہلِ مدینہ کسی کم عمر بچہ کو وضو کروا کر اوپر چڑھاتے اور وہ بچہ اس رسی کو کھینچتا جو قبرِ انور کے اوپر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق سوراخ کے ڈھکنے کو بند کرنے کے لئے لٹکائی ہوئی تھی۔ اس طرح جب قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہتا تو بارانِ رحمت کا نزول ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا أَبَا بَکْرٍ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا أَبَتَاهُ!

اے اللہ کے (پیارے) رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلامتی ہو، اے ابوبکر! آپ پر سلامتی ہو، اے ابا جان! آپ پر سلامتی ہو۔

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز ،باب السلام علی قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم، حدیث ۶۷۲۴ ،الجزء الثالث، الصفحة ۵۷۶، دار الکتب الاسلامی بیروت)

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز ،باب من کان یأتی قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم فیسلم، حدیث ۱۱۹۰۴ ،الجزء الرابع،الصفحة ۵۵۹ ،مکتبة الرشد الریاض)

(السنن الکبری للبیهقی، کتاب الحج، باب زیارة قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم، الجزء الخامس، الصفحة ۲۴۵ ،مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد دکن الهند)

قاضی عیاض نے الشفاء میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی

اللہ عنہما کو سو(100) سے زائد مرتبہ قبرِ انور پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ، الباب الرابع فى حكم الصلاة عليه والتسليم وفرض ذلک وفضيلته ، فصل فى حكم زيارة قبره صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم وفضيلة من زاره وسلم عليه وكيف يسلم ويدعو ، الجزء الثانى ،الصفحة٥٥ ،دارالكتب العلمية بيروت)

اورمقریزی نے بھی إمتاع الاسماع میں یہی نقل کیا ہے۔

(امتاع الاسماع ،ذكر ماجاء فى زيارة النبى صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم وماظهر من قبره، مما هومن أعلام نبوته الخ،الجزء الرابع عشر ،الصفحة ٦١٣ ،دارالكتب العلمية بيروت)

ابن الحاج مالکی نے المدخل میں اِس کی تائید کی ہے۔

(المدخل لا بن الحاج، فصل وأمافى زيارة سيد الاولين والآخرين صلوات الله عليه وسلامه، الجزء الاول،الصفحة ٢٦١ ،مكتبة دارالتراث القاهرة)

اورزرقانی نے شرح المواھب اللدنیۃ میں اس کونقل کیا ہے۔

(شرح الزرقانى علىٰ المواهب اللدنية،الفصل الثانى فى زيارة قبره الشريف ومسجده المنيف، الجزء الثانى عشر ،الصفحة١٩٨ ، دارالكتب العلمية بيروت)

☆ حضرت عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب سفر سے واپس لوٹتے تو مسجدِ (نبوی) میں داخل ہوتے اور یوں سلام عرض کرتے۔

السّلام عليک يا رسول الله!السّلام على أبى بكر!السّلام على أبى

اے اللہ کے (پیارے) رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام ہو، ابوبکر پر سلام ہو(اور) میرے والد پر بھی سلام ہو۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

(فضل الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم،الصفحة ٩١و٩٠، حديث ٩٨و٩٧ ، دارالكتب العلمية بيروت)

ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیۃ میں عمر بن محمد کی اپنے والد سے نقل کردہ روایت بیان کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

(المطالب العالية، باب زيارة قبر النبى صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم، الجزء السابع، الصفحة

۱۵۲، دار العاصمة دار الغيث السعودية)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت ابواُمامہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْت أَنَس بن مَالِک أتی قَبْر النَّبِیّ صَلَّی اللّٰه عَلَيْه وَسَلَّم فَوَقَف فَرَفَع يَدَيْه حَتّٰی ظَنَنْت أنّه افْتتح الصَّلَاة فَسَلَّم عَلَی النَّبِیّ صَلَّی اللّٰه عَلَيْه وَسَلَّم ثُمّ انْصَرَف

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آتے دیکھا، انہوں نے (وہاں آ کر) توقف کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ شاید میں نے گمان کیا کہ وہ نماز ادا کرنے لگے ہیں۔ پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، اور واپس چلے آئے۔

(الجامع لشعب الايمان، كتاب المناسک، باب فضل الحج والعمرة، حديث۳۸۶۷، الجزء السادس، الصفحة۵۳، مكتبة الرشد المملكة العربية السعودية)

(امتاع الاسماع، ذكر ماجاء فی زيارة قبر النبی صلی اللّٰه تعالٰی عليه وآله وسلم الخ، الجزء الرابع عشر، الصفحة۶۱۸، دار الكتب العلمية بيروت)

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام فقط بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام عرض کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لئے بھی مسجدِ نبوی میں آتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا معمول

امام محمد بن منکدر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب روتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے

هاهنا تسكب العبرات، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه عليه وآله وسلم يَقُوْل مَا بَيْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِی رَوْضَة مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

یہی وہ جگہ ہے جہاں (فراقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(الجامع لشعب الايمان، كتاب المناسک، باب فضل الحج والعمرة، حديث۳۸۶۶، الجزء السادس، الصفحة۵۳، مكتبة الرشد المملكة العربية السعودية)

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ۱۶۹۰۰، الجزء السادس، الصفحة ۶۵۴، دار الکتب العلمیة بیروت)

(مسند ابی یعلی، تابع مسند ابی ہریرة، الجزء الحادی عشر، الصفحة ۲۸، دار المامون للتراث دمشق)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں زیارت کا حکم

حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وِصال مبارک کے بعد یہ خیال کر کے شہرِ محبوب مدینہ منورہ سے شام چلے گئے کہ جب یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہ رہے تو پھر اس شہر میں کیا رہنا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے اور فرمایا

ما هذه الجفوة، یا بلال؟ أما آن لک أن تزورنی؟ یا بلال!

اے بلال ! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال ! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم ہم سے ملاقات کرو؟

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اَشک بار ہو گئے۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو حکم سمجھا اور مدینہ طیبہ کی طرف رختِ سفر باندھا، اُفتاں وخیزاں روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی اور بے چین ہو کر غمِ فراق میں روتے اور اپنے چہرے کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ملنے لگے۔

(شفاء السقام فی زیارة خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الباب الثالث فیما ورد فی السفر الٰی زیارته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صریحاً وبیان ان ذلک لم یزل قدیماً وحدیثاً، الصفحة ۱۸۵، دار الکتب العلمیة بیروت)

(الجوهر المنظم فی زیارة القبر الشریف النبوی المکرم، سیدنا بلال یشد الرحل لزیارة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الصفحة ۶۵، دار جوامع الکلم القاهرة)

(سیر اعلام النبلاء، بلال بن رباح، الجزء الاول، الصفحة ۳۵۸، مؤسسة الرسالة بیروت)

(تاریخ مدینة دمشق، ابراهیم بن محمد بن سلیمان بن بلال ابن ابی الدرداء الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم أبو اسحاق، الجزء السابع، الصفحة ۱۳۷، دار الفکر بیروت)

(نیل الاوطار من أسرار منتقی الاخبار، کتاب المناسک، باب تحلل المحصر عن العمرة بالنحر ثم الحلق حیث أحصر من حل أو حرم وانه لا قضاء علیه، الجزء السادس، الصفحة ۳۲۳، دار ابن القیم الریاض)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت داؤد بن صالح سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن خلیفہ مروان بن الحکم روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے۔ مروان نے اسے کہا کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے جواب دیا

نَعَمْ، جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم وَ لَمْ آتِ الْحَجَرَ.

ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ابی ایوب الانصاری رضی اللّٰه تعالٰی عنه، رقم الحدیث ۲۳۲۲۸، الجزء التاسع، الصفحة ۵۷۶، دار الکتب العلمیة بیروت)

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، حدیث ۸۵۷۱، الجزء الرابع، الصفحة ۵۶۰، دار الکتب العلمیة بیروت)

امام احمد بن حنبل کی بیان کردہ روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ امام حاکم نے اسے شیخین (بخاری ومسلم) کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام ذہبی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بارگاہِ نبوت میں سلام

یزید بن ابی سعید المقبری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں نے انہیں الوداع کہا تو انہوں نے فرمایا: مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، پھر فرمایا

إِذَا أَتَیْتَ الْمَدِیْنَةَ سَتَرَی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَأَقْرِهِ مِنِّی السَّلَام

جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک پر حاضری دے کر میری طرف سے (آپ کی خدمت میں) سلام (کا تحفہ ونذرانہ) پیش کر دیجئے گا۔

(الجامع لشعب الایمان،تابع المناسک،اتیان المدینة وزیارة قبرالنبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم الخ،حدیث ۳۸۷۰،الجزء السادس، الصفحة۵۴، مکتبة الرشد المملکة العربیة السعودیة)

(الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی،الباب الرابع فی حکم الصلاة علیه والتسلیم وفرض ذلک وفضیلته،فصل فی حکم زیارة قبره صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم وفضیلة من زاره وسلم علیه وکیف یسلم ویدعو،الجزء الثانی،الصفحة۵۵،دارالکتب العلمیة بیروت)

(امتاع الاسماع،ذکر ماجاء فی زیارة قبرالنبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم الخ،الجزء الرابع عشر،الصفحة۶۱۸،دارالکتب العلمیة بیروت)

(المدخل لا بن الحاج، فصل وأمافی زیارة سید الاولین والآخرین صلوات اللّٰہ علیه وسلامه، الجزء الاول،الصفحة ۲۶۱،مکتبة دارالتراث القاهرة)

(الزرقانی علٰی المواهب اللدنیة،المقصد العاشر،الفصل الثانی فی زیارة قبره الشریف ومسجده المنیف ،الجزء الثانی عشر، الصفحة۱۸۴،دارالکتب العلمیة بیروت)

ایک دوسری روایت میں ہے۔

کان عمر بن عبد العزیز یوجه بالبرید قاصدا إلی المدینة لیقریء عنه النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم السلام

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ ایک قاصد کو شام سے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی طرف سے درود وسلام کا ہدیہ پیش کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

(الجامع لشعب الایمان،تابع المناسک،اتیان المدینة وزیارة قبرالنبی صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم الخ،حدیث ۳۸۶۹، الجزء السادس، الصفحة ۵۴، مکتبة الرشد المملکة العربیة السعودیة)

(المدخل لا بن الحاج، فصل وأمافی زیارة سید الاولین والآخرین صلوات اللّٰہ علیه وسلامه، الجزء الاول،الصفحة ۲۶۱،مکتبة دارالتراث القاهرة)

وقتِ اجل سر دراقدس پہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صحابیہ آئی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں گھائل تھی۔ اُس نے

آ قا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کی درخواست کی۔ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے وقت وہ عورت اِتنا روئی کہ اُس نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

(المواهب اللدنية، المقصد العاشر، الفصل الثانی فی زيارة قبره الشريف ومسجده، الجزء الرابع، الصفحة ۵۸۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(شرح الزرقانی علیٰ المواهب اللدنية، الفصل الثانی فی زيارة قبره الشريف ومسجده المنيف، الجزء الثانی عشر، الصفحة ۱۹۶، دار الكتب العلمية بيروت)

درج بالا علمی تحقیق سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں اور بعد از وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی زیارت کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔ اُن کا حاضری کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ آقا علیہ السلام کی حیات اور بعد از وصال آپ کے فیوضات و برکات سے مستفید ہوں۔ صحابہ کرام کے بعد جمیع امتِ مسلمہ کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ وہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری دینے کو اپنے لئے باعثِ سعادت وخوش بختی سمجھتی ہے۔ (طالب دعا محمد فیاض احمد اویسی)

اصدق الصادقین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از علامہ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اسلامی سال کا چھٹا مہینہ جُمادیٰ الاخریٰ بہت زیادہ برکتوں کا حامل ہے بالخصوص اس ماہ میں خلیفہ بلافصل محسنِ اعظم محبوب کبریا خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال باکمال ۲۲ جمادی الأولیٰ کو ہوا اس مناسبت سے ایک مستقل مضمون نذر قارئین ہے جو حضور مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری علیہ الرحمہ کے تلمیذ خاص علامہ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری (باب المدینہ کراچی) کا ہے۔ (ادارہ)

اصدق الصادقین، سید المتقین، افضل البشر بعد الانبیاء، خلیفۃ الرسول، امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کیا شان بیان کی جائے کہ والی کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود جن کے احسان مند ہوں اور فرماتے ہوں کہ: ''تمام انسانوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر صدیق کا ہے''۔

ولادت ﴾ آپ کی ولادت واقعۂ فیل (یعنی جب حبشہ کا بادشاہ ابرہہ، ہاتھیوں کے لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا تھا) سے تقریباً دو سال چار ماہ بعد ہوئی (1) آپ حضور اکرم ﷺ سے دو سال چند ماہ چھوٹے تھے (2)...... زمانۂ جاہلیت میں آپ کا اسم گرامی ''عبد الکعبہ'' تھا، جسے بعد میں حضور اکرم ﷺ نے تبدیل فرما کے ''عبد اللہ'' تجویز فرمایا (3)...... آپ کے والد ماجد ''ابوقحافہ'' کا نام ''عثمان'' تھا، جن کا تعلق بنو تیم قبیلہ سے تھا...... آپ کا نسب اس طرح ہے:

''ابوقحافہ عثمان...... بن عامر...... بن عمر...... بن کعب...... بن سعد...... بن مرہ...... بن کعب...... بن لوی...... بن غالب...... بن فہر القرشی التیمی''۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ''اُم الخیر سلمیٰ'' تھا، جن کا نسب یوں ہے۔

''اُم الخیر سلمیٰ...... بنت صخر...... بن عمرو...... بن کعب...... بن سعد...... بن تیم'' (4)

آپ ''عتیق'' اور ''صدیق'' کے لقب سے ممتاز ہیں، جبکہ کنیت ''ابوبکر'' ہے...... آپ کا سب سے مشہور لقب ''صدیق'' ہے...... حافظ ابن عبد البرؒ اس کی یہ توجیح بیان کرتے ہیں:

''آپ نے ہر معاملہ میں حضور اکرم ﷺ کی تصدیق کرنے میں پہل کی اس لیے آپ کا لقب صدیق رکھا گیا''۔ (5)

چنانچہ دیلمی، حضرت سیدہ اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

''اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھا ہے''۔(6)

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ یہ لقب اللہ نے خود نازل فرمایا، آپ حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے لیے 'صدیق' کا لقب آسمان سے نازل فرمایا''۔(7)

حضرت امام حسن بصری اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:

''آپ کا یہ لقب شبِ معراج کے اگلے دن کی صبح سے مشہور ہوا''۔(8)

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شبِ معراج سے اگلے دن مشرکین مکہ حضرت ابو بکر کے پاس آئے اور کہا، اپنے صاحب کی اب بھی تصدیق کرو گے؟...... اب انہوں نے دعوٰی کیا ہے کہ راتوں رات بیت المقدس کی سیر کر آئے ہیں!...... اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''بے شک آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے، میں تو صبح شام اس سے بھی اہم اور مشکل امور کی تصدیق کرتا ہوں''۔

اور پھر اس واقعہ کے بعد آپ کا لقب ''صدیق'' مشہور ہو گیا۔(9)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا قریب سے گزر ہوا، تو جبریل امین نے عرض کیا، یارسول اللہ! وہ ابوقحافہ کے صاحبزادے ہیں ؟

حضور انور ﷺ نے فرمایا:...... ہاں، کیا تم آسمان میں رہنے والے انہیں پہچانتے ہو؟

حضرت جبریل امین نے عرض کیا:

''قسم ہے آپ کو مبعوث فرمانے والے رب کی! ابوبکر کا زمین کی نسبت آسمانوں پر زیادہ شہرہ ہے، وہاں ان کا نام حلیم ہے''(10)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پرورش اور نشوونما مکہ مکرمہ میں ہوئی...... کبھی کبھی تجارت کے لیے باہر بھی جاتے تھے...... آپ نہایت متمول شخصیت کے مالک تھے...... قبیلہ قریش میں اخلاق وعادات، فضل وشرف اور احسان کے لحاظ سے اہم مقام کے حامل تھے...... قریش کے مشہور قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ نے آپ کے اوصافِ حسنہ کا بایں الفاظ اعتراف کیا ہے کہ:

''اے ابوبکر! بے شک آپ ناداروں کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں مصیبت زدہ افراد کے کام آتے ہیں''۔(11)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شروع ہی سے سلیم الفطرت تھے، شراب نوشی سے عمر بھر محفوظ رہے...... ایک بار صحابہ کرام نے پوچھا کہ زمانۂ جاہلیت میں کبھی آپ نے شراب نوشی کی ہے؟

آپ نے فرمایا:...... ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''......

صحابہ نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

''مجھے اپنی عزت اور مال کی حفاظت مطلوب تھی، شراب نوشی عزت و آبرو کے لیے باعث نقصان ہے''......

حضور انور ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا:

''صدق ابوبکر، صدق ابوبکر...... (ابوبکر سچ کہتے ہیں واقعی انہوں نے کبھی شراب نوشی نہیں کی)''۔(12)

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

''آپ نے زمانۂ جاہلیت میں ہی شراب کو حرام کر رکھا تھا''۔(13)

اللہ اکبر! ایک ایسے معاشرے میں جہاں شراب کا عام رواج تھا اور کھلے عام بتوں کی پوجا کی جاتی تھی، مگر اللہ کی شان کہ آپ اس دور جاہلیت میں بھی شراب اور بت پرستی سے محفوظ رہے

حضور اکرم ﷺ سے آپ کی شروع ہی سے دوستی تھی...... آپ، حضور انور ﷺ کے ندیم خاص اور راز داں تھے ...... بعثت سے پہلے حضور انور ﷺ غیب سے آواز سنتے کہ کوئی پکارتا: ''یا محمد یا محمد''...... (ﷺ) اس خصوصی راز سے آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگاہ فرما دیا تھا (14)...... آپ کے قبول اسلام کے سلسلے میں بہت سے واقعات کتب سیر و مناقب میں مرقوم ہیں لیکن خود حضور اکرم ﷺ کے بعض ارشادات کی روشنی میں یہ امر یقینی ہے کہ آپ قدیم الاسلام مسلمان ہیں......

چنانچہ حافظ ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ابوبکر صدیق کے سوا میں نے جس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے توقف کیا، ابوبکر نے میری ہر بات کو قبول کیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا''۔(15)

قبول اسلام کی اولین سعادت کسے نصیب ہوئی؟ اس کا حتمی تعین نہایت مشکل ہے کیونکہ اس سلسلہ میں متعدد و متضاد روایات ملتی ہیں...... ہاں اس حوالے سے تین حضرات کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔

۱...... اُم المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲......امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳......امیر المومنین حضرت علی کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تاہم قول فیصل وہ ہے جو حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اولیتِ ایمان کی تمام روایات میں تطبیق کرتے ہوئے نہایت قرین قیاس اور دل لگتی بات کہی، آپ فرماتے ہیں کہ:

''مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچوں میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا''۔(16)

آپ کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ کی چار پشتیں شرفِ صحابیت سے بہرہ یاب ہوئیں...... یہ وہ اعزاز ہے کہ سوائے آپ کے کسی اور کے حصہ میں نہ آسکا...... چنانچہ مفسر قرآن صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین بھی مسلمان اور آپ کے صاجزادے محمد اور عبد اللہ اور عبد الرحمٰن اور آپ کی صاجزادیاں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء اور آپ کے پوتے محمد بن عبد الرحمٰن (اور نواسے حضرت عبد اللہ بن زبیر)...... یہ سب مومن اور سب شرفِ صحابیت سے مشرف، صحابہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین...... آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کو یہ فضیلت حاصل ہو کہ اس کے والدین بھی صحابی ہوں، اولاد بھی صحابی اور پوتے بھی صحابی، چار پشتیں شرف صحابیت سے مشرف ہوں''(17)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ:

''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی تالیف قلب کرنے والے اور محبوب شخصیت کے حامل تھے، وہ قریش کے نسب اور ان کے تمام معاملات سے خوب واقف تھے۔ آپ تاجر، خلیق اور نیک سیرت انسان تھے۔ آپ کی قوم کے لوگ آپ سے نہایت درجہ انس رکھتے اور اپنے امور میں آپ کے علم اور تجربے سے مستفید ہوتے، آپ خوش مجلس تھے، جب آپ نے دعوت اسلام کا کام شروع کیا تو آپ کی ترغیب سے حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر لوگ مشرف باسلام ہوئے''(18)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں اسلام لانے والے اِن پانچ حضرات کا تعلق اُن دس افراد پر مشتمل مقدس جماعت سے ہے جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے(19)...... سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں ایک ہی مجلس میں

جنت کی بشارت فرمائی تھی ...... عشرہ مبشرہ میں باقی پانچ دوسرے حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ۱...... حضرت ابوبکر صدیق ۲...... حضرت عمر فاروق ۳...... حضرت علی ۴...... حضرت سعید بن زید اور حضرت عبیدہ بن حضرت جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (20)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ذات کے ساتھ اپنی تمام دولت بھی اشاعت اسلام کے لیے وقف کردی تھی ...... ساری کی ساری دولت مظلوم اور کمزور غلاموں کی آزادی اور مسلمانوں کی مدد پر خرچ کردی (21) ...... غرض اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر تا دم آخر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات نا قابل فراموش ہیں ...... خدمت اسلام کے لیے آپ کی ان ہی مساعی جمیلہ کے سبب والی کائنات سرکار دو عالم حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ: تمام انسانوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر صدیق کا ہے"۔

سایۂ مصطفیٰ، مایۂ اصطفا عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصادقین، سید المتقین چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

حواشی وحوالے: ۱...... ابن عساکر، مختصر تاریخ دمشق، جلد:۱۳،ص:۳۷ ۲...... تاریخ الخلفاء، ص:۳۰
۳...... الاستیعاب، جلد:۱،ص:۳۲۹ ۴...... الکامل فی التاریخ، جلد:۲،ص:۴۰۲
۵...... الاستیعاب، جلد:۱،ص:۳۳۱ ۶...... سبل الہدیٰ، جلد:۱،ص:۲۵۲
۷...... ابن عساکر، مختصر تاریخ دمشق، جلد:۱۳،ص:۵۲ ۸...... تاریخ الخلفاء، ص:۲۹
۹...... تاریخ الخلفاء، ص:۲۹ ۱۰...... الریاض النضرۃ، جلد:۱،ص:۸۲
۱۱...... صحیح بخاری شریف، جلد:۱،ص:۵۵۲ ۱۲...... الریاض النضرۃ، جلد:۱،ص:۲۰۱
۱۳...... الریاض النضرۃ، جلد:۱،ص:۲۰۱ ۱۴...... الریاض النضرۃ، جلد:۱،ص:۹۲
۱۵...... ابن عساکر، مختصر تاریخ دمشق، جلد:۱۳،ص:۴۴ ۱۶...... تاریخ الخلفاء، ص:۳۴
۱۷...... مولانا نعیم الدین مرادآبادی، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، زیر آیت:۱۵، سورۂ احقاف
۱۸...... الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد:۲،ص:۲۳۴ ۱۹...... نور الابصار، ص:۵۳
۲۰...... جامع ترمذی، باب مناقب عبدالرحمٰن بن عوف، جلد:۲ ۲۱...... الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد:۲،ص:۳۳۴

عشق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے امام العاشقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہوا تو روتے ہوئے فرمانے لگے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ کاش! میرے تمام اعمال، ابوبکر کے دنوں میں سے ایک دن کے اعمال جیسے یا انکی راتوں میں سے ایک رات کے اعمال جیسے ہوتے۔ پس رات تو انکی وہ رات ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ غار کی طرف چلے۔ جب وہاں پہنچے تو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا قسم بخدا آپ اس میں داخل نہیں ہونگے جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں، کیونکہ اگر اس میں کوئی چیز ہے تو اسکی تکلیف آپکی جگہ مجھے پہنچے پس وہ داخل ہوئے اور اسے صاف ستھرا کیا۔ کیا دیکھا اس کے ایک طرف سوراخ تھے تو اپنی ازار یعنی تہبند کو پھاڑ کر انکو بند کر دیا، دو سوراخ باقی رہ گئے تو انہیں آپ نے اپنی ایڑیوں سے روک لیا اور بند کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئیے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اندر داخل ہوئے اور انکی گود میں سرِ انور کو رکھ کر سو گئے۔ پھر سوراخ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈس دیا۔ آپ نے اس خیال سے حرکت نہ کی کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام میں خلل واقع نہ ہو جائے۔ لیکن زہے نصیب سالار قافلہ عشق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ والضحیٰ پر گر پڑے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! کیا بات ہے؟ آپ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پہ فدا ہوں میں ڈسا گیا ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگا دیا تو انکی تکلیف جاتی رہی۔ پھر (بوقت وصال) اس زہر نے عود کیا اور وہی زہر انکے وصال کا سبب بنا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو اس وقت بعض اہل عرب مرتد ہو گئے اور کہا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے، صدیق اکبر نے فرمایا کہ اگر کوئی اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی رسی بھی روکیں گے تو میں ان کیساتھ جہاد کروں گا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں عرض گزار ہوا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! لوگوں سے اُلفت کیجئے اور ان سے نرمی سے سلوک فرمائیے، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ (اے عمر رضی اللہ عنہ) تم جاہلیت میں بہادر اور دورِ اسلام میں بزدل ہو گئے ہو بیشک وحی منقطع ہو گئی، دین مکمل ہو گیا، کیا یہ میرے جیتے جی گھٹ جائے گا۔

(مشکلۃ المصابیح ، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللّٰہ عنہ ، الفصل الثالث، حدیث

۶۰۲۵، الجزء الثالث، الصفحہ ۱۷۰۰ و ۱۷۰۱، المکتب الاسلامی بیروت)

شرح﴾ ذکر کردہ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں انہوں نے امام العاشقین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امتیازی شان کا ذکر کیا ہے اور اس پہ رشک کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کاش! میرے سارے کے سارے اعمال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دنوں میں سے ایک دن کے اعمال جیسے یا انکی راتوں میں سے ایک رات کے اعمال جیسے ہوتے۔

اور یہ بات کوئی معمولی نہیں بلکہ اس عظیم مرتبت شہرہ آفاق ہستی کی زبانِ حق ترجمان سے یہ الفاظ صادر ہوئے ہیں جن کی موافقت میں قرآن کریم کی کئی آیات کا نزول ہوا ہے اور جن کی رائے وحی ربانی کے موافق ہوا کرتی تھی اور جو مرادِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لیا گیا اور جن کی شان یہ ہے کہ جب اسلام قبول کیا تو چھپ چھپ کر نمازیں ادا کرنیوالے مسلمان اعلانیہ عبادتِ خداوندی کا فریضہ سرانجام دینے لگے گویا اسلام کو انکی بدولت تقویت حاصل ہوئی اور ساری زندگی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی ومحبت کے اندر اسلام کی تبلیغ واشاعت میں بسر کردی اور احادیث سے ثابت ہے کہ شیطان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سائے سے بھی دور بھاگتا ہے۔ گویا شیطان پر بھی آپ کا رعب اور دبدبہ ہے اور آپ کے فضائل میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اتنے آسمان کے ستارے نہیں جتنی آپکی نیکیاں ہیں۔ مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ اگر کوئی عام آدمی کسی کی شخصیت کے حوالے سے کلمات ستائش بولتا ہے تو اسکی وہ قدر و قیمت نہیں ہوگی جو کہ کسی جامع فضائل وکمالات شخصیت کے کلمات تحسین کی وقعت ہوگی۔

سالارِ قافلۂ عشق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیش نظر حدیث پاک میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غارِ ثور والا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم آپ اس غار میں اس وقت تک اندر داخل نہ ہوں جب تک میں اندر جا کر دیکھ نہ لوں کہ اگر اسکے اندر کوئی چیز ہوئی تو اسکا ضرر و نقصان آپ کو نہیں صرف مجھے ہی پہنچے گا۔ ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جو کسی کے عشق میں مکمل طور پہ ڈوبا ہوا ہو، جو اپنا تن، من، دھن، محبوب کے اشارہِ ابرو پہ قربان کرنے کا سچا جذبہ رکھتا ہو تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ کلیۂ عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر قرب خداوندی اور قرب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لازوال موتی چن رہا ہے۔

اب آیئے! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چند واقعات ملاحظہ کریں اور پھر انکی اقتداء و پیشوائی میں عشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سمندر میں غوطہ زن ہو جایئے۔

سارا مال قربان کر دیا۔ امام ابوداؤداور امام ترمذی اپنی اسناد کیساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم صدقہ وخیرات کریں، تو اتفاقاً اس موقعہ پر میرے پاس مال تھا تو میں نے کہا کہ اگر آج میں ابوبکر سے سبقت لے جاسکا تو سبقت لے جاؤں گا۔ (ورنہ پھر کبھی نہیں) چنانچہ میں اپنا نصف مال بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں لے کے حاضر ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے عمر رضی اللہ عنہ) گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ میں عرض گزار ہوا جتنا مال آپکی خدمت میں پیش کیا اتنا گھر والوں کے لئے چھوڑا ہے۔ بعدازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور آپ کے پاس جتنا مال موجود تھا سارے کا سارا لے آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! گھر والوں کے لئے کیا باقی چھوڑ کے آئے ہو، عرض کیا ان کے واسطے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو باقی چھوڑا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ میں کسی چیز میں کبھی بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے نہ بڑھ سکوں گا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب (فی) الرخصۃ فی ذلک، حدیث ۱۶۷۸، الجزء الثانی، الصفحۃ ۱۲۹، المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت)

(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، باب مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کلیہما، حدیث ۳۶۷۵، الصفحۃ ۸۳۴، مکتبۃ المعارف الریاض)

محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر اولاد بھی قربان ہے

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ابن عساکر اپنی سند کیساتھ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) غزوہ بدر کے دن مشرکین مکہ کے ساتھ تھے چنانچہ جب وہ مسلمان ہوئے تو ایک روز اپنے باپ سے کہنے لگے ابا جان بدر کے روز آپ میرے نشانے پر آئے لیکن میں نے آپ سے اعراض کیا اور آپ کو قتل نہ کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے لیکن (اے میرے بیٹے) اگر تو میری تلوار کی زد میں آجاتا تو میں تجھ سے اعراض نہ کرتا یعنی قتل کر دیتا۔

(تاریخ الخلفاء، فصل فی صحبتہ ومشاھدہ، الصفحۃ ۳۳، دار ابن حزم بیروت)

سرکار کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جان بھی قربان ہے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سائے کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ رہے اور کفار ومشرکین سے

آپ کا دفاع کرتے رہے ہجرت کے موقع پر اپنی جان کو خطرات میں جھونک کر جو سفر ہجرت کیا، وہ اظہر من الشمس ہے اور پھر جب غارِ ثور تک پہنچے پہلے خود اندر داخل ہوئے تا کہ کسی موذی جانور کی طرف سے گزند پہنچے تو میری جان کو پہنچے، بلکہ فی الواقع یونہی ہوا کہ مذکورۃ الصدر حدیث پاک کے مطابق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈسا تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے سانپ نے ڈسا ہے تو حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا تو آپ کی تکلیف جاتی رہی، لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت سے آپ کو شہادت کا رتبہ بھی ملنا تھا لہٰذا بوقت وصال اس زہر نے عود کیا اور وہی زہر انکی موت کا سبب بنا۔

کشتہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور منکرین زکوٰۃ ﴿ مذکورۃ الصدور حدیث مشکوٰۃ کے آخری حصہ کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت ہم پر واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح معنوں میں جانشین اور نائب ہونے کا حق ادا کیا ہے، زکوٰۃ جو کہ اسلام کا بنیادی رکن ہے بعض عرب نے جب اسکی ادائیگی سے انکار کر دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے نیابت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا کرتے ہوئے منکرین زکوٰۃ کے فتنہ کو اپنے انجام تک پہنچایا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس سلسلے میں اپنی رائے ظاہر کی کہ حضرت! آپ لوگوں پہ سختی نہ کریں، نرمی اور محبت کا سلوک کریں تو اس موقع پر آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایسا جواب دیا کہ ان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور فرمایا کہ اے عمر! جاہلیت میں تم بہادر اور دورِ اسلام میں تم کمزور اور بزدل ہو گئے ہو؟ پھر آپ نے بات کو جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وحی کا آنا بند ہو گیا اور دین مکمل ہو گیا ہے آیا یہ میرے جیتے جی گھٹ جائے گا؟

قارئین کرام! سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کے محافظ کے طور پر جلیل الشان مجاہدانہ کردار پیش کیا اور آنے والی نسلوں کو یہ درس دے گئے کہ لوگو! اگر زندگی گزارنا چاہتے ہو تو محبت عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لازم پکڑ لو اور اسلام کے سنہری اُصولوں کو اپنا لو، اور پھر وہ دن دور نہیں جب اللہ تعالیٰ اپنا سچا وعدہ پورا فرمادے گا کہ ''اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ٥'' (پارہ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۹) تمہیں ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

چنانچہ عالم اسلام کے مسلمان آج بھی اگر اپنا سابقہ مقام بحال کرنا چاہتے ہیں اور دیگر اقوام عالم کو اپنے ماتحت کرنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے اسلاف کے نقش قدم کو نصب العین بنانا ہو گا اور اگر خدانخواستہ دین سے دوری اس رفتار سے بڑھتی رہی جیسے کہ لوگ تیزی کیساتھ دین سے دور ہو رہے ہیں تو پھر وہ دن دور نہیں کہ

تمہاری داستاں تک نہ رہے گی داستانوں میں

مولا مشکل کشاء حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے پہلے ناظم اعلیٰ حضرت علامہ سید عبدالہادی شاہ کاظمی زیب سجادہ فدائی شاہ بہاولنگر مدینہ منورہ مسجد نبوی شریف کے اندر چھتریوں کے نیچے گنبد خضریٰ شریف کے سامنے بیٹھے ملے میرے قبلہ والدگرامی حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے ساتھ گذارے ہوئے لمحات کا تذکرہ بڑے حسین پیرائے میں بیان کرتے رہے۔ باتوں میں ذکر کیا کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشا کیوں کہتے ہیں اور قرآن کریم میں متعدد بار لفظ مولا اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے تو پھر حضرت علی کو مولا کیوں کہتے ہیں۔ ''النصیر'' صفت اللہ تعالیٰ کی ہے تو پھر حضرت علی سے مدد کیوں مانگتے ہیں؟ فقیر نے ان سے عرض کیا کہ اس کا مدلل ومحقق جواب تو آپ بہتر دے سکتے ہیں تاہم فقیر کے علم جو جواب ہے وہ لکھ دیا ہے۔

﴿جواب﴾

الفتاح اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے جیسے عالم، علیم، حلیم، روف، رحیم، سمیع، بصیر، شہید، حاکم، حکم، شکور، مالک، مولی، ولی، نور، ھادی وغیرہ وغیرہ یہ تمام اسماء حسنیٰ قرآن پاک میں ذات باری تعالیٰ کے لیے استعمال ہوئے ہیں اس حقیقت میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔

اب ذرا دیکھیے یہی اسماء حسنیٰ بندوں کے لیے بھی قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں مثلاً

''الْعَالِمُوْنَ'' (العنکبوت،43) اہل علم

حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے فرمایا

آتَیْنَاهُ حُکْمًا وَّعِلْمًا ط (پارہ۱۲، سورہ یوسف، آیت ۲۲)

ہم نے اسے حکم (نبوت) اور علم (تعبیر) عطا فرمایا

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی o (پارہ۱۶، سورہ طٰہٰ، آیت ۶۸)

ہم نے (موسیٰ علیہ السلام سے) فرمایا ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس قرآن کریم میں متعدد نام جہاں اپنے لیے استعمال فرمائے ہیں بعینہ وہی اسمائے صفاتی اپنے بندوں کے لیے بھی استعمال فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر شرک کا دشمن اور توحید کا حامی کون ہوسکتا ہے؟ ایسا کرنا ہرگز ہرگز شرک نہیں شرک برائی ہے اور اللہ تعالیٰ برائی کا نہ مرتکب ہوسکتا ہے نہ اپنے بندوں کو اس کی تعلیم دے سکتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ (پارہ۱۴،سورۃ النحل،آیت۹۰)

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے یعنی حاکموں کا حاکم ہے مگر اس نے اپنے بندوں کو بھی حکومت دی ہے وہ بھی حاکم ہیں بس اتنا فرق ملحوظ رکھیں کہ اللہ اپنی شان کے مطابق حاکم ہے بالذات و بالاستقلال، بندے اس کی عطا سے اور اس کے بنانے سے حاکم ہیں بندوں کے تمام کمالات اس کی عطا اور خیرات ہے جبکہ اس کے تمام کمالات ذاتی ہیں کسی کی عطا سے نہیں۔

مولا کا مطلب

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ ۝ (پارہ۲۸،سورۃ التحریم،آیت ۴)

تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے، اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

یہاں مولا مددگار کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار (مولا) کون کون ہیں

☆ اللہ تعالیٰ ☆ جبریل علیہ السلام ☆ نیک مسلمان ☆ تمام فرشتے

یہ کہنا جہالت ہے کہ اللہ ہی مولا ہے جب صالح مومنین نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہیں جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہیں تو یہ نیک مسلمان اور جبریل علیہ السلام اللہ تو نہیں اہل ایمان ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں

قَالَ مَنْ أَنْصَارِيٓ إِلَى اللّٰهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ (پارہ۳،سورۃ آل عمران،آیت۵۲)

بولا! کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف، حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔

اسی طرح اہل لغت نے لفظ ''مولا'' کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں۔

☆ رب (پالنے والا) ☆ مالک، سردار ☆ انعام کرنیوالا

☆ آزاد کرنیوالا ☆ مددگار ☆ محبت کرنیوالا

☆ تابع (پیروی کرنے والا) ☆ پڑوسی ☆ ابن العم (چچازاد)

☆ حلیف (دوستی کا معاہدہ کرنیوالا) ☆ عقید (معاہدہ کرنے والا) ☆ صھر (داماد، سسر)

☆ غلام ☆ آزاد شدہ غلام ☆ جس پر انعام ہوا

☆ جو کسی چیز کا مختار ہو ☆ کسی کام کا ذمہ دار ہو۔ اسے مولا اور ولی کہا جاتا ہے۔

جس کے ہاتھ پر کوئی اسلام قبول کرے وہ اس کا مولا ہے یعنی اس کا وارث ہوگا وغیرہ۔ (البدایۃ والنہایۃ)

مشکل کشا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مشکل کشاء ہونے پر اعتراض کرنے والوں کے پاس کیا جواب ہے قرآن وسنت کی روشنی میں ہر مسلمان کو مشکل کشا ہونا فرض ہے تاکہ بوقت ضرورت وہ مظلوم، مجبور، مسکین، مسافر، بیوہ، یتیم، فقیر کی حسب توفیق مشکل حل کر سکے کیا بھوکے پیاسے کو کھانا پانی نہ دوگے اور اسے بھوک و پیاس سے یہ کہہ کے مارو گے کہ کھلانے پلانے والا وہی رزاق ہے اسی سے مانگو

''وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ‌ؕ'' (پارہ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۷۹)

اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

کیا مریض کی عیادت نہ کروگے۔ ہسپتال نہ پہنچاؤ گے دوا لے کر نہ دوگے یہ کہہ کر کہ

''وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ‌ؕ'' (پارہ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۸۰)

اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

احادیث مبارکہ میں مشکل کشائی کرنے کی بیحد فضیلت بیان فرمائی گئی ہے چند روایات پیش ہیں۔

مومن حاجت روا مشکل کشا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

من قضى لأحد من أمتى حاجة يريد أن يسره بها فقد سرنى ومن سرنى فقد سر الله ومن سر الله أدخله الله الجنة

(فردوس الاخبار بمأثور الخطاب، حديث ۶۱۱۲، الجزء الرابع، الصفحة ۱۹۳، دار الكتاب العربى بيروت)

جو میرے کسی امتی کو خوش کرنے کے لیے اس کی حاجت پوری کرے اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے

اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

☆آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من أغاث ملهوفا كتب الله له ثلاثا و سبعين مغفرة واحدة فيها صلاح أمره كله وثنتان وسبعون له درجات يوم القيمة

(الجامع لشعب الايمان، الثالث والخمسون من شعب الايمان "وهو باب فى التعاون على البر والتقوى" حديث ۷۲۶۴، الجزء العاشر، الصفحة ۱۲۳، مكتبه الرشد المملكة العربية السعودية)

جس نے کسی بیچارے مظلوم کی فریاد رسی کی اللہ پاک اس کے لیے تہتر بخششیں لکھتا ہے جن میں ایک کے سبب اس کے تمام معاملات سدھر جاتے ہیں اور بہتر درجے اس کو قیامت کے دن ملیں گے۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔

(صحيح مسلم، كتاب العلم، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، حديث ۶۷۴۷، الصفحة ۱۳۲۶، دار الفكر بيروت)

جس نے کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی مشکل حل فرمائے گا اور جس نے تنگ دست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا اور اللہ پاک اس وقت تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرنے میں مصروف رہتا ہے اور جو علم حاصل کرنے کے راستے پر چل نکلتا ہے اللہ پاک اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور جب بھی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے پڑھانے کے لیے جمع ہوتی ہے ان پر سکینہ (سکون وراحت) نازل ہوتی ہے رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے فرشتے اس پر چھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حضور حاضر فرشتوں کی مجلس میں ان بندوں کا فخریہ انداز میں ذکر فرماتا ہے اور جس کو عمل نے بلند تر مقام ومرتبہ پر پہنچنے میں

ڈھیلا و موخر رکھا اسے نام ونسب جلد نہیں پہنچا سکتا۔

☆نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ وَلَّاہُ اللّٰہُ شَیْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ احْتَجَبَ اللّٰہُ عَنْہُ دُوْنَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ فَجَعَلَ رَجُلًا عَلٰی حَوَائِجِ النَّاسِ

(سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والامارة والفیٔ، باب فیما یلزم الامام من أمر الرعیة والحجبة عنه، حدیث۲۹۴۸، الجزء الثالث، الصفحة۱۳۵، المکتبة العصریة صیدا بیروت)

اللہ تعالیٰ نے جس آدمی کو مسلمانوں کے کسی عمل کا ولی (ذمہ دار، عہدیدار) بنایا اور اس نے ان کی حاجت وضرورت ومحتاجی کے آگے پردے لٹکا دیئے (اور حاجت مندوں کو اپنے تک پہنچنے نہ دیا) اللہ پاک اس کی حاجت وضرورت ومحتاجی کے آگے پردے لٹکا دے گا (اس کی مدد نہیں فرمائے گا) (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے) لوگوں کی حاجت روائی کے لیے ایک شخص مقرر فرمایا تھا۔ مزید فرماتے ہیں

مَنْ وَلِیَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ ثُمَّ أَغْلَقَ بَابَهُ دُوْنَ الْمِسْكِيْنِ وَالْمَظْلُوْمِ أَوْذِی الْحَاجَةِ أَغْلَقَ اللّٰہُ دُوْنَهُ أَبْوَابَ رَحْمَتِهِ عِنْدَ حَاجَتِهِ وَ فَقْرِهِ أَفْقَرُ مَا يَكُوْنُ إِلَيْهَا.

(مسند احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وآله وسلم، حدیث ۱۶۰۵۶، الجزء السادس، الصفحة۴۱۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

جو لوگوں کے کسی درجہ کے معاملات کا حاکم بنایا گیا پھر اپنا دروازہ مسلمانوں کے آگے یا مظلوم یا حاجت مند کے آگے بند رکھا اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اس کی حاجت اور طویل محتاجی کے وقت (قیامت کو) اپنی رحمت کے دروازے بند کردے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عامل بناتے وقت حاکم پر شرط رکھتے کہ

عمدہ ترکی نسل کے گھوڑے پر سواری نہیں کرے گا۔

چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائے گا۔

باریک کپڑا نہیں پہنے گا۔

ولا تغلقوا أبوابکم دون حوائج الناس فإن فعلتم شیئا من ذلک فقد حلت بکم العقوبة ثم یشیعهم

(الجامع لشعب الایمان، التاسع والأربعون من شعب الایمان "وهو باب فی طاعة اولی الامر بفصولها" فصل فی فضل الامام العادل وما جاء فی جور الولاة، حدیث۷۰۰۹، الجزء التاسع،

الصفحة ۴۹۴، مکتبہ الرشد المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

لوگوں کی حاجت برداری کے آگے اپنے دروازے بند نہ کرنا اگر تم نے ان میں سے کوئی کام کیا تو سزا پاؤ گے پھر ان کے ہمراہ چل کر انہیں رخصت فرماتے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اکثر صفاتی نام درحقیقت اس کی صفات ہیں جو اس کی ذاتی مستقل اور دائمی ہیں کسی کی عطا کردہ نہیں۔ حادث نہیں۔ عارضی نہیں وقتی نہیں مگر وہ ذات بابرکات کریم ہے جواد ہے، سخی ہے، عطا کرنے والی ہے اسی نے اپنے بندوں کو سننے دیکھنے، کرم، سخاوت، عطا، علم، قدرت اور حسن وغیرہ صفات عالیہ کا صدقہ عطا فرمایا ہے لہٰذا بندے صاحبان قدرت، صاحبان سمع و بصر، صاحبان کرم و سخاوت، عالم، حلیم، حکیم، علیم، رؤف، (شفیق) ہیں مگر سب کچھ اس کی عطا سے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات مستقل اور ذاتی ہیں مخلوق کی صفات عارضی اور عطائی ہیں تمام صفات میں یہی اصول پیش رہے بادشاہی حکم (حاکم) گواہ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ اللہ ہے نبی ولی اور دیگر مخلوق اپنی حیثیت رکھتی ہیں ایک کی جگہ دوسرے کو بٹھانا ظلم ہے۔ بندہ کو بندہ کی حیثیت میں مانو اللہ تعالیٰ کو اس کی شان کے لائق ماننے کا نام ایمان ہے۔

فقط

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

۱۷ جمادی الأولیٰ ۱۴۳۶ھ شب پیر